

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۗ ط انعام
۵۹

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے،



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۲

ادارہ مسعودیہ ۶، ای۔ ۵، ناظم آباد
کراچی، پاکستان

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ^{ط انعام} ۵۹
اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے،

علم غیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے ، بی۔ اے ، اینج۔ ڈی
بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۲

ادارہ مسعودیہ ۶، ای۔ ۵ ، ناظم آباد
کراچی، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

علم ایک عظیم قوت ہے، دورِ جدید میں علم کی اہمیت و قوت اور نمایاں ہو کر سامنے آگئی ہے، قرآن کریم نے انسان کو لکھنے پڑھنے اور تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور انسان کو وہ راز ہائے سربستہ بتائے کہ اس کا دماغ روشن ہو گیا۔ قرآن کریم علم و دانش کا عظیم خزانہ ہے۔ اس میں علم اور مشتقات علم کا ۸۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے اور کتاب و کتابت کا ۶۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے قرآن کریم کی نظر میں علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔ آپ نے تحصیل علم کی تاکید شدید فرمائی اور علم کی فضیلت کو آشکارا فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ”فضیلت تو صرف اہل علم کو ہے“۔ خود قرآن کریم میں حضرت طلوت علیہ السلام کو علم ہی کی وجہ سے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا۔ اور علم ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر فضیلت پائی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت اور قیادت و بادشاہت کے لیے علم کتنا اہم ہے۔

○
علم دو قسم کا ہے۔ ایک وہ جو ہم مدرسوں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حاصل کرتے ہیں۔ ہم اسی کو علم سمجھتے ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں لیکن ایک علم

۱۔ سورۃ علق: ۴-۵، سورۃ طہ: ۱۱۴، سورۃ ابن عبد البر: جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۴۷
۲۔ ایضاً، ص ۴۹، ۵۰ ایضاً، ص ۴۶، سورۃ بقرہ: ۲۲۷، سورۃ بقرہ: ۳۱

وہ ہے جو براہِ راست پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے لیے نہ کسی مدرسے کی ضرورت، نہ اسکول کی ضرورت، نہ کالج کی ضرورت، نہ یونیورسٹی کی ضرورت۔ یہ ایک پوشیدہ علم ہے جس کو قرآن حکیم نے "علمِ غیب" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ یہ علم وہ ہے جس کو نہ انسانی عقل پاسکتی ہے اور نہ اُس کے ظاہری و باطنی حواس۔ یہ علم سارے علوم پر غالب ہے اور تحصیل و کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض اللہ کے فضل و کرم سے بارش کی طرح برستا ہے، چشے کی طرح اُبتا ہے۔



قرآن حکیم نے بہت سی آیات میں "علمِ غیب" کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ علم اللہ اور صرف اللہ ہی کے لیے ثابت ہے۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ ہوں :

① اور اسی کے پاس ہیں گنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے۔
 ② میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمینوں کی سب چھپی چیزیں۔
 ③ تم فرماؤ، غیب تو اللہ کے لیے ہے۔
 اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ آپ بھی اعلان فرما دیجئے :
 ④ تم فرما دو، تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔



ان آیات سے معلوم ہوا کہ "غیب" اللہ ہی کیلئے ہے۔ کوئی از خود "غیب" نہیں جانتا اور نہ بغیر عطیے الہی کسی کے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ "علمِ غیب" ہم کسی کو عطا نہیں فرماتے

۱۔ سورہ کہف: ۶۵، ۲۔ سورہ بقرہ: ۳، ۳۔ سورہ انف: ۵۹ (ترجمہ قرآن مولوی احمد رضا خاں)
 ۴۔ سورہ بقرہ: ۳۳ (ترجمہ قرآن ایضاً) ۵۔ سورہ یونس: ۲۰ (ایضاً) ۶۔ (۱) سورہ انف: ۵ (ایضاً) ۷۔ سورہ ہود: ۳۱

اور یہ خزانے ہم کسی کو نہیں دیتے۔ یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

① غیب کا جاننے والا وہی ہے، سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔

② اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، اُن کو منتخب فرما لیتے ہیں۔



پھر یہی نہیں کہ صرف یہ بات کہی گئی ہو اور ”علم غیب“ عطا نہ کیا گیا ہو، نہیں نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یہ علم عطا بھی فرمایا جس کا قرآن حکیم میں تفصیل سے ذکر ہے۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ فرمائیں:

① اور علم دے دیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے رُوبرو کر دیں۔

② حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے فرمایا:- اور جو بھی منظور ہوا اُن کو تعلیم فرمایا۔

③ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ”علم غیب“ کا یوں ذکر فرمایا: اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں۔

④ حضرت لوط علیہ السلام کے لیے فرمایا: اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا۔

⑤ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے فرمایا:

۱۔ سورہ جن، ۲۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)، سورہ آل عمران، ۱۷۹ (ایضاً)، سورہ بقرہ، ۳۱ (ایضاً)۔
 ۲۔ سورہ بقرہ، ۲۵۱ (ایضاً)، سورہ نمل، ۱۶ (ایضاً)، سورہ انبیاء، ۷۲ (ایضاً)۔

(۵)

اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے اُن کو علم دیا تھا لیکن اکثر اس کا علم نہیں رکھتے لے۔

(۶) حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود بھی اپنے بیٹوں کے سامنے اس عطاء ربانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :-

کیوں، میں نے تم سے کہا تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے؟ لے

(۷) حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے فرمایا :-

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے اُن کو حکمت اور علم عطا فرمایا لے

(۸) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا :-

اور جب اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے، ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا لے

(۹) اور حضرت نضر علیہ السلام کے لیے فرمایا :-

انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اُن کو اپنے پاس سے خاص طور کا علم سکھایا تھا لے

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کو "علم غیب" عطا فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔۔۔ ان حضرات قدسیہ نے کبھی کبھی اس علم کا اظہار بھی فرمایا

جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں سے یہ ارشاد فرماتا ہے،

(۱۰) اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو لے

۱۔ سورہ یوسف، ۶۸ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) ۲۔ سورہ یوسف، ۹۶ (ایضاً) ۳۔ سورہ یوسف، ۲۲ (ایضاً)

۴۔ سورہ قصص، ۱۴ (ایضاً) ۵۔ سورہ کہف، ۶۵ (ایضاً) ۶۔ سورہ آل عمران، ۴۹ (ایضاً)

یعنی جس جس نے جو کچھ اپنے گھر میں کھایا اور جو کچھ گھر میں رکھا سب آپ کی نظر میں تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے فرما رہے ہیں :

(۱۱) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لیے ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیتا ہوں۔ یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے، اس عطائے خاص سے انکار، قرآن سے انکار ہے۔ یہ علم کوئی معمولی علم نہیں ہے۔ بڑے اہتمام اور تیاری کے بعد عطا فرمایا جاتا ہے اور جس کو عطا فرمایا جاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کے پہرے لگا دیے جاتے ہیں۔ ارشاد فرماتا ہے۔

سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس (پیغمبر) کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) بھیج دیتا ہے۔

بے شک جس کو یہ علم عطا کیا گیا اس کو بہت کچھ عطا کیا گیا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یکساں "علم غیب" حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء و رسل میں درجات ہیں اس طرح "علم غیب" بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ "علم غیب" سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ "دیکھتے جانا، بولنا نہیں، جب تک میں نہ بولوں"۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے۔ آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اٹھا

۱۔ سورہ یوسف، ۳۷ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی تھانوی)، ۲۷ سورہ جن، ۲۶ (ایضاً)

۲۔ سورہ بقرہ، ۲۵۳ سورہ کہف، ۷۰

(۷)

دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ نہ رکھا۔ یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں ”علم غیب“ نہیں دیا گیا۔

○

”علم غیب“ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا گیا۔ یہ ”علم غیب“ ہی آپ کا بڑا معجزہ تھا، مختلف انبیاء کو مختلف معجزات دیئے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو جو ”علم غیب“ دیا گیا وہ سب آپ کو دیا گیا اور اس کے سوا جو کچھ دیا وہ سوائے اللہ کے کسی کو نہیں معلوم۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفاتِ حسنہ کے جامع تھے اور ان کے علوم و معارف کے بھی جامع تھے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا گیا اس کے متعلق ارشاد ہے:

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب کوئی چیز ایسی نہ رہی جو آپ نہ جانتے ہوں، اس لیے اس نعمت کو اللہ نے ”فضل عظیم“ کہا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ پڑھایا، اللہ نے پڑھایا۔ اگر استاد، شاگرد سے یہ بات کہے، ”میں نے تم کو پڑھایا ہے، تم تو کچھ نہ جانتے تھے“ تو یہ حق ہے، گستاخی و بے ادبی نہیں۔ لیکن اگر کوئی شاگرد، اپنے استاد سے یہ کہے، ”تم تو کچھ نہ جانتے تھے، تمہارے استاد نے تم کو پڑھایا ہے“ تو یہ سراسر بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ تاریخ انسانیت میں ایسا بے ادب شاگرد نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا جو کچھ عطا فرمایا، اللہ ہی نے عطا فرمایا تو اگر اس نے قرآن کریم میں عطا سے پہلے کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا۔ ماتدری ما الکتب ولا الایمان۔ تو یہ اللہ کی

۱۷ سورہ کہف : ۶۵-۸۲ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) ۱۷ سورہ نساء : ۱۱۳ ۱۷ سورہ اعلیٰ ۶۱

۱۷ سورہ شوریٰ : ۵۲

شان کے لائق ہے، ہمیں زیب نہیں دیتا کہ بے ادب و گستاخ شاگرد کی طرح آپ کے حضور وہ بات کہیں جو حق جل مجدہ نے آپ سے فرمائی۔ بے شک اللہ نے آپ کو "علم غیب" عطا فرمایا۔ جو شخص اس فضل الہی کا انکار کرتا ہے یا اس کی تخفیف کرتا ہے وہ اللہ کے فضل کا انکار کرتا ہے اور اللہ کے فضل کی تخفیف کرتا ہے جو ایسا کرتا ہے اس کو کون مسلمان کہہ سکتا ہے۔ موقد کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے برہر حکم کا احترام کرتا ہے، اس پر خود عمل کرتا ہے اور دوسروں کو عمل کرواتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار، بڑا دربار ہے، اُن کے حضور بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اُن کی محفل مبارک سے بلا اجازت اُٹھنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی جا رہی ہے۔ آپ بھی سُنئے۔ ارشاد ہوتا ہے،

تم لوگ رسول کے بُلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بُلا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ اُن پر کوئی آفت آن پڑے یا اُن پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

آپ خود اندازہ لگائیں جس محفل مبارک کا یہ ادب ہو اس میں رونق محفل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ادب ہوگا؟۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس محفل پاک میں سرنجھکائے دم بخود بیٹھے رہتے تھے۔ بات بات پر کہتے، یا رسول اللہ! میرے مال باپ آپ پر قربان!۔ ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا، "اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں"۔

○

بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پروردگار نے "علم غیب" عطا فرمایا۔ اس حقیقت کو تین جہتوں سے سمجھا جاسکتا ہے :-

- ① آپ کو براہِ راست "علمِ غیب" عطا کیا۔
- ② آپ کو قرآن عطا فرمایا گیا جو "علمِ غیب" کا خزانہ ہے۔
- ③ آپ کو "شاہد" بنا کر بھیجا گیا اور شاہد وہی ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو یعنی اس کو ہر بات کا عین یقین اور حق یقین حاصل ہوتا ہے۔

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علمِ غیب" کو پہلی جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات آپ کے "علمِ غیب" کی تصدیق کرتی ہیں: —

- ① یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف لے
 - ② یہ خبریں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس لے
 - ③ اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں لے
- (۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علمِ غیب" کو دوسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں:۔

- ① ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا ہے جو کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے لے
- ② (یہ قرآن) کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا لے
- ③ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا لے
- ④ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب لے
- ⑤ اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے، کھلی کتاب میں لے

۱۔ سورہ ہود، ۴۹ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)، سورہ یوسف، ۱۰۲ (ایضاً)، سورہ تکویر، ۲۴ (ایضاً)،
 ۲۔ سورہ نحل، ۸۹ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی)، سورہ یوسف، ۱۱۱ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)، سورہ العنکبوت، ۳۸
 (ترجمہ اردو مولوی احمد رضا خاں)، سورہ مائدہ، ۱۵ (ایضاً)، سورہ نمل، ۷۵ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)

۶) اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ان آیات میں پہلے ”کتاب مبین“ قرآن حکیم کا ذکر فرمایا پھر یہ فرمایا کہ اس روشن کتاب میں کیا کیا کچھ ہے۔ غور فرمائیں، یہ روشن کتاب جس میں زمین و آسمان کی ہر شے کا بیان ہے جس ذات قدسی پر اُتری، اُس کے علم و دانش کا کیا عالم ہوگا!

(۳۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”علم غیب“ کو تیسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات کریمہ ہم کو ایک نئے جہان میں لے جاتی ہیں جہاں ہم حسرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں، مگر جو کچھ کہا گیا اُس پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں کہ اگر ایمان نہ لائیں تو کہیں کے نہ رہیں، ان آیات پر خوب غور فرمائیں اور علم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت و پہنائی کا اندازہ لگائیں، اللہ اکبر! ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں ان کا رب کریم ہی جانے کہ اُس نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ”علم غیب“ عطا فرمایا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: —

۱) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔

۲) اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لائیں گے۔

۳) بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دے گا۔

۴) اور جس دن ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ جو انھیں میں سے ہوگا ان کے

مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ

صرف اپنی امت بلکہ دوسرے انبیاء کی امتوں کے اعمال کی بھی گواہی دیں گے اور گواہی

۱۔ سورہ انفک، ۵۹ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)، ۲۔ سورہ فتح، ۸ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی)، ۳۔ سورہ نساء، ۴۱

(ایضاً)، ۴۔ سورہ مزمل، ۱۵ (ایضاً)، ۵۔ سورہ نحل، ۸۹ (ایضاً)

وہی دیتا ہے جس کے سامنے کوئی کام یا کوئی بات ہوئی ہو۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں، وہ ہمارے احوال و اعمال سے بے خبر نہیں۔ اس پس منظر میں یہ احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

① ایک حدیث پاک میں فرمایا: جس طرح میں آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

② دوسری حدیث میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے وادی

ازرق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا پھر

وادی ہرثی میں حضرت یونس علیہ السلام کو اونی جبہ پہنے سُرخ اونٹنی پر سوار دیکھا۔

③ تیسری حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنت و دوزخ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

④ چوتھی حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنت و دوزخ میں جانے والے

ہر فرد کو نام بنام جانتے ہیں۔

⑤ پانچویں حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک شخص نے محفل پاک میں یہ

دریافت کیا کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں تو آپ نے برملا ارشاد فرمایا

تو دوزخ میں جائے گا۔

⑥ چھٹی حدیث پاک میں فرمایا، میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد

کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

⑦ ساتویں حدیث پاک میں فرمایا، رات میری سب امت میرے اس حجرے

کے پاس پیش کی گئی، یہاں تک کہ بے شک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ

پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانتے۔

۱۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۱۶، ابن ماجہ، ص ۲۰، ۲۰۸، ۳۰۸، مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۸۰، مشکوٰۃ شریف،

کتاب الایمان فی القدر، الفصل الثانی، ص ۱۹، بخاری شریف، ج ۳، ص ۸۵۵، (۲) مسلم شریف، ج ۱،

ص ۲۰، (ب) انباء المصطفیٰ، ص ۹ بحوالہ منہاج السنن ابن ماجہ کے انباء المصطفیٰ، ص ۹ بحوالہ طبرانی۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوا —

کیا اُس شخص کے پاس علمِ غیب ہے کہ اُس کو دیکھ رہا ہے؟^۱
اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمِ غیب اُسی کے پاس ہوتا ہے جو دیکھ بھی
رہا ہو۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ دید
کو بیان کیا گیا ہے۔^۲

سچی بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کو دیکھ لیا، اس کے آگے کوئی چیز چھپی نہ رہی سب
ظاہر ہو گئی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں :-

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، اُس نے اپنا دستِ قدرت میری
پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اُس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اُسی وقت
ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔^۳



اب تک تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں اور آپ کے دیکھنے کی
باتیں ہو رہی تھیں۔ لیکن جو "علمِ غیب" آپ کو عطا کیا گیا اور جو کچھ آپ کو دکھایا
گیا، کیا اس نعمتِ عظمیٰ کی خیرات اپنے غلاموں کو بھی آپ نے تقسیم فرمائی؟ —
بہت سی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے عطا فرمایا اور خوب عطا فرمایا، اور
کیوں عطا نہ فرماتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمانے ہی کے لیے بھیجا ہے۔
مشہور و محبوب صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

① نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی
پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے

۱۔ سورۃ نجم: ۳۵ (ترجمہ اردو مولوی اشرف علی) ۲۔ سورۃ مجادلہ: ۷؛ سورۃ ابراہیم: ۱۹؛
سورۃ بقرہ: ۲۲۳، ۲۵۸؛ سورۃ حج: ۱۸؛ سورۃ نور: ۴۱؛ سورۃ فیل: ۱؛ (ترجمہ مولوی محمود حسن)
۳۔ ترمذی شریف بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (ب) مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۷۲

سلسلے میں بیان نہ فرمادیا ہو۔ لے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی جسے یاد رہا، یاد رہا۔ جو بھول گیا، بھول گیا۔ لے

ایک حدیث میں آتا ہے کہ —

③ نہیں چھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنے چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک — مگر ہم کو اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔ لے

④ ۱۷ رمضان المبارک ۲۲ھ / ۶۲۴ء میں غزوہ بدر پیش آیا، جہاد شروع ہونے سے قبل میدان جہاد میں اپنا دست مبارک رکھ رکھ کر دشمنانِ اسلام کے مقتولین کی نشاندہی فرمائی کہ فلاں فلاں شخص اس اس جگہ قتل کیا جائے گا۔ جب جہاد ختم ہوا تو جس شخص کے لیے اپنے دست مبارک سے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی، وہ وہیں پڑا ہوا ملا۔ ایک انج آگے نہ پیچھے۔ لے

بخاری شریف میں ایک طویل حدیث آتی ہے جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

⑤ سورج ڈھلنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر دیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، نیز ان بڑے بڑے امور کا جو اس سے پہلے ہیں۔ پھر فرمایا "اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کے بارے پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھ لے

لہ انباء المصطفیٰ، ص ۸ بحوالہ منہ احمد و طبقات ابن سعد لہ انباء المصطفیٰ، ص ۷ بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف و

منہ احمد لہ مشکوٰۃ شریف باب الفتن لہ مسلم شریف، ج ۲، کتاب الجہاد

کیوں کہ خدا کی قسم تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں اس کے متعلق بتا دوں گا، جب تک کہ میں اس جگہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ زار و قطار رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ ”مجھ سے پوچھ لو“! ”مجھ سے پوچھ لو“! لے

اس حدیث پاک پر یہ آیت کریمہ گواہ ہے :-

اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں لے

یعنی جو پوچھو گے، بتایا جائے گا۔ جو مانگو گے، دیا جائے گا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھا کر یہ فرمانا کہ جو پوچھو گے بتایا جائے گا۔ اور پھر بار بار فرمانا، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو! اس حقیقت پر گواہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے فضل و کرم سے ”غیب“ حاصل تھا۔ ایک عرب عالم شیخ احمد بن محمد بن الصدیق النعمانی الحنفی نے ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ”مطابقت الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریۃ“ تہ مصنف نے اس کتاب میں ان غیبی خبروں کو جمع کیا ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ پڑھ پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی و مستقبل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئینہ تھے۔ اور کیوں نہ ہوں کہ سرکار خود فرما رہے ہیں :-

میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔
خزانے کا مالک وہی ہوتا ہے جس کے پاس کنجیاں ہوتی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ بے اختیار ہو گیا بلکہ اس سے تو اللہ کا اختیار اور قدرت اور ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا نوازا ہے!

۱۔ بخاری شریف، کتاب الاعتصام، ج ۳، ص ۸۵۵ سورۃ تکویر، ۲۷ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن) ۲۔ مفتی احمد میاں برکاتی نے ”اسلام اور عصری ایجادات“ کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۸۱ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ (۹) بخاری شریف، ص ۸۴۸ (ب) مسلم شریف مع فتح الملہم، کراچی، ج ۲، ص ۱۱۶

یہی وہ کُنْجیاں ہیں جن سے آیات قرآنی کے معانی کے خزانے کھولے جاتے ہیں۔ قرآن کو ہم بھی دیکھتے ہیں، ہم بھی پڑھتے ہیں مگر آیات قرآنی میں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے :-

اور اُن کے لیے تیار رکھو جو "قوت" تمہیں بن پڑے۔ لہ (یعنی دشمنانِ اسلام کے لیے یہاں لفظ "قوت" کے معنی میں بظاہر کوئی راز نہیں معلوم ہوتا لیکن جب اس راز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھاتے ہیں تو انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے۔ لفظ "قوت" کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :-

خبردار، یہ قوت "رمی" ہے! خبردار، یہ قوت "رمی" ہے! خبردار، یہ قوت "رمی" ہے!۔

عربی میں "رمی" کے معنی "پھینکنا" آتے ہیں چنانچہ حج میں جمرات پر جو کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اس کو "رمی" کہتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام ہتھیاروں کا ذکر فرمایا جو آج ہمارے سامنے ہیں اور قوت کا توازن اس ملک کے حق میں ہے جس کے پاس یہ ہتھیار ہیں۔ خصوصاً خطرناک ایٹم بم، راکٹ، میزائل وغیرہ۔ یہ سب ہتھیار پھینکے جاتے ہیں اور "قوت" کا راز بنے ہوئے ہیں۔ احادیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو غیبی خبروں کا ایک سیلاب اُمنڈتا نظر آئے گا۔



اوپر جو کچھ عرض کیا گیا اس کی روشنی میں ہمیں "علم غیب" کے بارے میں ان حقائق کا علم ہوتا ہے، ان حقائق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے :-

- ① پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" ایک حقیقت ہے۔
- ② دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" اللہ ہی کے لیے ہے۔

③ تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو "علمِ غیب" عطا فرماتا ہے۔

④ چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو "علمِ غیب" عطا فرمایا ہے۔

⑤ پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "علمِ غیب" عطا فرمایا ہے۔

⑥ چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "علمِ غیب" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا ہے اور انھوں نے ہم کو بتایا۔

اس وقت دُنیا ئے اسلام، عالمی سازش کی زد میں ہے۔ دشمنانِ اسلام کا ہدف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، یہی وہ مرکزِ قلب و نظر ہے جس سے زندگی ملتی ہے، اس سازش کے تحت مسلمانانِ عالم کو ہر اس سوچ اور ہر اس عمل سے روکا جا رہا ہے جس سے دل و دماغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش بیٹھا چلا جائے۔ اس سازش سے آپ خود کو محفوظ رکھیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ بے شک ۵

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود کتاب

گنبد آبیگنہ رنگ تیرے وجود میں جناب

اقبال

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۴ ھ

کراچی

۶ ستمبر ۱۹۹۳ء

